ابتدائیہ — محمد رحمت اللہ

دربار الٰہی میں حاضری

رمضان المبارک میں پورا مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ماتحت صوم و صلوۃ، ذکر وتلاوت اور مجاہدہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے باتوفیق بندے تقویٰ کی کیفیات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔اس سے فارغ ہوکر عید الفطر میں عیدگاہ میں مغفرت کا پروانہ حاصل کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ساتھ خاص عنایت خداوندی کے نتیجے میں اللہ پاک کے منتخب بندے اپنے اپنے علاقوں سے اس کے پاک حرم اور اس کے گھر بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہونے کی تیاری میں مشغول ہوجاتے ہیں۔اس تیاری کا ہر ہر عمل نہایت لذت سے پُر اور قلبی مسرت کا باعث بنتا ہے۔دل میں ایک جوش اور جذبہ الگ ہی موجزن ہوتا ہے۔اپنی پاک کمائی، خون پسینہ ایک کرکے حاصل کیا ہوا مال، بعض مرتبہ تھوڑا تھوڑا کرکے زندگی بھر انتہائی شوق وذوق سے جمع کی ہوئی یہ پونجی خرچ کرتے ہوئے خوشی کا ابال ایسا کہ بیان سے باہر ہے۔ورنہ مال خرچ کرتے ہوئے آدمی کو بوجھ پڑتا ہے مگر یہاں خرچ کرتے ہوئے مسرت اور شادمانی کا ایک سرور ہوتا ہے۔پھر ہر لمحہ روانگی کی تاریخ کا انتظار عجیب کیفیت سے سرشار رکھتا ہے اور جب یہ خوشخبری اور مژدہ ملتا ہے کہ روانگی فلاں تاریخ کو ہے تو خوشی کی حد نہیں ہوتی۔نہ صرف خود بلکہ اہل وعیال، اعزہ واقارب اور یار ودوست سبھی کے چہرے خوشی سے چمکتے اور دمکتے ہیں۔

روانگی کے وقت سب کے رخصت کرنے اور روانہ ہونے والے کی خوشی اور مسرت آنکھوں سے آنسوں کے چھلکنے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔سفر کی صعوبتوں اور

دشواریوں نیز راستے کے قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جب یہ عازم سرزمین حرم پر قدم رکھتا ہے، تو اس کے جذبات دل میں کس انداز سے موجزن ہوتے ہیں اس کی ترجمانی الفاظ سے بیان نہیں ہوسکتی۔لباس الگ، شکل صورت مختلف، ننگے سر، بقدر اجازت پاؤں میں پاپوش، بقدر ضرورت ستر پوشی۔عمر بھر کی عادتوں سے مختلف بالکل بدلے ہوئے رنگ وروپ اور شکل وصورت میں جب یہ عاشق اپنے خالق ومالک کے دربار میں سب سے پہلے گھر اول بیت وضع للناس جس کو کعبۃ اللہ، بیت اللہ جیسے پیارے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے پر پہلی نگاہ ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہی نہیں آتا کہ کیا وہ واقعی بیت اللہ کا دیدار کررہا ہے؟ وہ کیفیت تحریر میں سمائی نہیں جاسکتی۔جو اس وقت ایک زائر کی ہوتی ہے۔

لیکن حق یہ ہے کہ مالک کائنات اپنے بندے کو اس کے لاکھ گناہوں اور خطاؤں کے ہجوم ہونے کے باوجود ان گنہگار آنکھوں سے اس کو اپنے پاک گھر کے دیدار سے مشرف ہونے کی اجازت دیتا ہے۔نہ صرف زیارت، بلکہ طواف، حجر اسود کے بوسہ، ملتزم پر آہ وزاری کی توفیق عطا کرتا ہے۔زمزم سے سیراب کرتا ہے پھر صفا ومروہ کے شعار کی تکمیل کرنے کی ہمت دیتا ہے۔اور وقت آنے پر منی، عرفات، مزدلفہ، رمی جمار، قربانی سب امور کو انجام دلاتا ہے۔اس کے بعد اپنے محبوب سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور مسجد نبوی میں حاضری کی سعادت عطا کرتا ہے۔ان تمام مراحل میں شوق، جوش، محبت اور لگن سے سرشار رہنا اسی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت کا مظہر ہے کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے اس سال بھی بہرہ ور رہے ہیں۔اوراس

وقت ان پاک مقامات پر حاضر ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کی حاضری کو قبول فرمائے اور ہم لوگوں کو بھی بار بار نصیب فرمائے۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، یہ رحمت اس طرح پر بھی عام ہو جاتی ہے کہ بعض لوگ جو ظاہری طور وہاں حاضر نہیں مگر باطنی طور قلب وہیں اٹکا ہوا ہے اور اعمال ذی الحجہ و عید الاضحیٰ وقربانی کو اختیار کرتے ہیں۔ ان کو بھی ان ہی کی طرح ان کی شکل وصورت بنانے کے لئے ذی الحجہ کا مہینہ ہوتے ہی جبکہ انہوں نے قربانی کی نیت کی ہے ناخن تراشنے، حجامت بنانے والے اعمال سے روک دیا۔ چنانچہ ایسا کرنے والے بہ ظاہر دور رہ کر بھی وہاں کی لذت حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے خوش نصیب یکم ذی الحجہ سے ہی عشرۂ ذی الحجہ کے اعمال نو ایام میں روزہ رکھ کر، ساری راتوں بشمول عید کی رات کو شب بیداری کر کے نیز ذکر اللہ کی کثرت سے اپنے دن رات اور لمحات کو آباد رکھتے ہیں اور عید کے دن دوگانہ ادا کرتے ہی اپنی قربانی کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر کے مطابق سنت، اسی سے افطار کرتے ہیں اور خود بھی اہل وعیال اور اقربا نیز مسکینوں میں تقسیم کر کے مسرتیں حاصل کرتے ہیں ایام تشریق میں تکبیرات تشریق کی صداؤں کو بلند کرتے ہیں اس طرح سے یہ عاشقانہ، روحانی سفر اس انداز سے پورا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا کا پروانہ حاصل کرتے ہیں کیونکہ بندے کے تمام کاموں کا اصل مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے اور وہ اس سعادت کو حاصل کرنے میں اللہ کی توفیق سے کامیاب ہو جاتے ہیں، گویا ولکن یناله التقوی منکم کی نوید جانفزا کا مصداق بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نصیب فرمائے۔ (اللھم ارزقنا منه)

****

اسباق تفسیر

قوم کی انتہائی بے وفائی

اور

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتہائی عزم واستقلال

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

معارف ومسائل

علماء تفسیر نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کسی قوم کو جو سزا دیتے ہیں وہ ان کے اعمالِ بد کی مناسبت سے ہوتی ہیں، اس نافرمان قوم نے چونکہ یہ کلمہ بولا تھا کہ اِنَّا ھٰهُنَا قٰعِدُوْنَ یعنی ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سزا میں چالیس سال تک کے لئے وہیں قید کر دیا، تاریخی روایات اس میں مختلف ہیں، کہ اس چالیس سال کے عرصہ میں بنی اسرائیل کی موجودہ نسل جس نے نافرمانی کی تھی، سبھی فنا ہو گئے، اور ان کی اگلی نسل باقی رہ گئی، جو اس چالیس سالہ قید سے نجات پانے کے بعد بیت المقدس میں داخل ہوئی، یا ان میں سے بھی کچھ لوگ باقی تھے، بہرحال قرآن کریم نے ایک تو یہ وعدہ کیا تھا کہ کتب الله لکم یعنی ملک شام بنی اسرائیل کے حصہ میں لکھ دیا ہے، وہ وعدہ پورا ہونا ضرور تھا، کہ قوم بنی اسرائیل اس ملک پر قابض ومسلط ہو، مگر بنی اسرائیل کے موجودہ افراد نے نافرمانی کر کے اس

****

انعام خداوندی سے اعراض کیا تو ان کو یہ سزا مل گئی کہ مُحَرَّمَةٌ عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً یعنی چالیس سال تک وہ ارض مقدسہ فتح کرنے سے محروم کردئے گئے، پھر ان کی نسل میں جو لوگ پیدا ہوئے ان کے ہاتھوں یہ ملک فتح ہوا، اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

اس وادیٔ تیہ میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام بھی اپنی قوم کے ساتھ تھے مگر یہ وادی اُن کے لئے قید اور سزا تھی، اور اِن دونوں حضرات کے لئے نعمائے الٰہیہ کا مظہر۔

یہی وجہ ہے کہ چالیس سالہ دور جو بنی اسرائیل پر معتوب ہونے کا گذرا اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی برکت سے طرح طرح کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا، کھلے میدان کی دھوپ سے عاجز آئے تو موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بادلوں کی چھتری لگادی، جس طرف یہ لوگ چلتے تھے بادل ان کے ساتھ ساتھ سایہ فگن ہوکر چلتے تھے، پیاس اور پانی کی قلت کی شکایت پیش آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ایسا پتھر عطا فرمادیا کہ وہ ہر جگہ ان کے ساتھ ساتھ رہتا تھا، اور جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی، تو موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا اس پر مارتے تھے تو بارہ چشمے اس میں سے جاری ہوجاتے تھے، بھوک کی تکلیف پیش آئی تو آسمانی غذا مَن وسلویٰ اُن پر نازل کردی گئی، رات کو اندھیری کی شکایت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے روشنی کا ایک مینار ان کے لئے کھڑا کردیا جس کی روشنی میں یہ سب کام کاج کرتے تھے۔

غرض اس میدانِ تیہ میں صرف معتوب لوگ ہی نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دو

محبوب پیغمبر اور ان کے ساتھ دو مقبول بزرگ یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا بھی تھے، ان کے طفیل میں اس قید وسزا کے زمانے میں بھی یہ انعامات اُن پر ہوتے رہے، اور اللہ تعالیٰ رحیم الرحماء ہیں، ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کے ان افراد نے بھی ان حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے جرم سے توبہ کرلی ہو، اس کے بدلے میں یہ انعامات ان کو مل رہے ہوں۔

صحیح روایات کے مطابق اسی چالیس سالہ دور میں اول حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات ہوگئی، اور اس کے ایک سال یا چھ مہینہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی، ان کے بعد حضرت یوشع بن نون کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مامور فرمایا، اور چالیس سالہ قید ختم ہونے کے بعد بنی اسرائیل کی باقی ماندہ قوم حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں جہاد بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ملک شام ان کے ہاتھوں فتح ہوا، اور اس ملک کی نا قابل قیاس دولت ان کے ہاتھ آئی۔

آخر آیت میں جو ارشاد فرمایا کہ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ، یعنی اس نافرمان قوم پر آپ ترس نہ کھائیں، یہ اس بنا پر کہ انبیاء علیہم السلام اپنی طبیعت اور فطرت سے ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی امت کی تکلیف اور پریشانی کو برداشت نہیں کرسکتے، اگر ان کو سزا ملے تو یہ بھی اس سے مغموم ومتأثر ہوا کرتے ہیں، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تسلی دی گئی کہ آپ ان کی سزا سے دل گیر نہ ہوں۔

(جاری)

سباق حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

بصیرت کا نور

ایک اور آیت پیش کی ہے: ﴿اِنْ تَتَّقُوْا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانَا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو گے تو اللہ تعالیٰ ایک نور اور ایسی صلاحیت وطاقت تمہارے دل میں عطا فرمائیں گے، جس کے ذریعہ حق وباطل کے درمیان فرق وتمیز کرسکو گے ﴿فرقان﴾ یعنی بصیرت کا نور۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کا کفارہ کردے گا اور تمہاری مغفرت فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

بہر حال! قرآن پاک میں تقویٰ کے بے شمار فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

تقویٰ ہی کی وجہ سے ساری چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

تقوی کیسے حاصل ہو؟

اب تقویٰ کیسے حاصل ہو؟ تو اس کا طریقہ بھی قرآن پاک ہی کی ایک آیت میں بتلایا گیا ہے:

****

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُو اتَّقُوْ اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کی نافرمانی سے بچو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ کا جو حکم دیا گیا ہے؛ اس میں تقویٰ حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

دیکھو! قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنے مرکز سے ملا کرتی ہے۔ اور تقویٰ کا مرکز اور کان صالح اور نیک لوگوں کے قلوب ہیں لِكُلِّ شَيْئٍ مَعْدَنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوىٰ قُلُوْبُ الصَّادِقِيْنَ ہر چیز کی ایک کان ہوا کرتی ہے اور تقویٰ کی کان یعنی جہاں سے تقویٰ ملے گا؛ وہ صلحاء کے قلوب ہیں، جو آدمی ان کی صحبت اختیار کرے گا اس کو تقویٰ ملے گا۔

ایک آدمی باورچی بننا چاہتا ہے تو اس کو کسی باورچی کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی کھانا بنانے کے فن میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں ہیں، اگر وہ سب اس نے پڑھ لیں، تب بھی نمک ڈالنے کا طریقہ نہیں آئے گا، جب تک کہ کسی باورچی کی صحبت اختیار نہ کرلے۔

ایک آدمی درزی بننا چاہتا ہے تو خیاطی کے فن میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ ساری پڑھ لے گا؛ تب بھی جب تک درزی کی صحبت اختیار نہیں کرے گا تب تک سوئی کے اندر تاگا کس طرح پرویا جاتا ہے اور بٹن کا کاج کیسے بنایا جاتا ہے؛ وہ اس کو نہیں آئے گا۔ (جاری)

****

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن پاک اور دینی اداروں کے خادم کا عظیم لقب پانے والے، ہزاروں مساجد کی تعمیر کی توفیق سے سعادت حاصل کرنے والے اور دینی اور عصری علوم کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کوشش کرکے عظیم الشان مقام حاصل کرنے والی شخصیت حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور ان کے جانشینوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز ان کے اہل خانہ متعلقین، منتسبین اور خصوصی طور پر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

پہلا تعارف

ایک دفعہ حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ذمہ داران نے دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے ادارہ کی جدید مسجد شریف کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کے لئے درخواست پیش کی، اس وقت حضرت والا عمرہ کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ بمبئی میں تشریف آور ہو چکے تھے۔ خوش قسمتی سے اسی رات کو حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ حضرت والا سے ملاقات کے لئے بمبئی تشریف لائے۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور نے احقر سے حکم فرمایا کہ حضرت قاری صاحب کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن حاضر ہو جاؤ۔ مسرت کے ساتھ سعادت سمجھ کر احقر اسٹیشن حاضر ہوا۔ حضرت والا ریل سے اترے فوراً حکم فرمایا مجھے اسی وقت حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے ہی دہلی واپس جانا ہے اس کے لئے دوسری ٹرین کا وقت معلوم

کرو۔ یہ آدھی رات کا وقت تھا۔ پوچھ تاچھ کاؤنٹر پر جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ چند گھنٹے بعد ٹرین کا وقت ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی قیام گاہ پر حاضری ہوئی، حضرت مفتی صاحب آرام فرما رہے تھے، حضرت قاری صدیق صاحب نے آرام نہیں فرمایا بلکہ نماز اور تسبیحات میں لگ کر کچھ دیر انتظار فرمایا تا آں کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نے فوراً اطلاع کر کے حضرت والا سے حضرت قاری صاحب کی ملاقات کرائی۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیوں کہ ملاقات سے فارغ ہوتے ہی جب حضرت قاری صاحب رخصت ہونے لگے تو حضرت مفتی صاحب نے اپنے خاص انداز میں حضرت قاری صاحب سے خطاب کر کے فرمایا:

> ''مولانا صدیق صاحب! یہ بے چارے کشمیری مجھے اپنی مسجد شریف کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے دعوت دے رہے تھے۔ میں سفر میں جا رہا ہوں میرا خیال ہے کہ میرے بدلے آپ وہاں جا کر یہ کام کرلیں''۔

حضرت قاری صاحبؒ نے بلا کسی توقف کے ایک دم جواب دیا۔ جی حضرت جیسا حکم ہو۔ اس کے فوراً بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے احقر سے خطاب کر کے فرمایا۔ دیکھو مولانا کے پاس جو وقت خالی ہو اس میں ان سے سنگ بنیاد کی تاریخ لے لو۔ یہ ہمارے لئے سعادت تھی، ہمارے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں تھا کہ ہم حضرت قاری صاحب کو کبھی دعوت دے سکتے ہیں، کیونکہ حضرت کی خدمت میں ایسا عرض کرنا ہماری سوچ سے بھی باہر تھا۔ حضرت نے اسی وقت ڈائری کھول کر تاریخ مرحمت فرمائی۔ اس موقع پر وہاں مولانا محمد علی منیار سورتی خلیفہ حضرت فقیہ الامت موجود تھے، کہ ان ہی کے مکان پر بمبئی میں حضرت والا کا قیام تھا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے حضرت قاری صاحب نے فرمایا کہ: یہ صاحب میرے ساتھ افریقہ کے سفر میں تھے ان کی وجہ سے

مجھے سفر میں کافی راحت ہوئی اگر یہ بھی میرے ساتھ آپ کے وہاں کے سفر میں شریک رہیں تو مجھے راحت ہوگی۔ ہمارے کچھ عرض کرنے سے قبل ہی حضرت مولانا محمد علی صاحب منیار مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ حاضری میرے لئے سعادت ہوگی، بلکہ حضرت قاری صاحب کے ٹکٹ کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی وہ خرچہ مجھ سے لے لینا۔اس طرح سے ہمیں بہت مسرت حاصل ہوئی۔حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف تشریف لے گئے اور ہم لوگ مولانا محمد علی صاحب سے رخصت لیکر ڈابھیل پہنچے۔

اس زمانہ میں صرف انڈین ائیر لائنز ہی یہاں چلا کرتی تھی دوسری کوئی ائیر لائن نہیں تھی۔ ہمارا سفر ڈابھیل کا تھا اس دوران ٹکٹ تیار ہوا ہم نے حضرت والا سے رابطہ کر کے معلوم کیا کہ ٹکٹ کس کے سپرد کیا جائے۔حضرت قاری صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب آج کل سورت میں ہیں وہیں ان کے سپرد کیا جائے۔مولانا وستانوی صاحب کسی تکلیف کی وجہ سے ہسپتال میں ایڈمیٹ تھے۔تعجب ہوا کہ ان کے بیمار ہونے کے باوجود ٹکٹ ان ہی تک پہنچانے کا حکم ہے۔تعمیل حکم کی گئی، اسی ذریعہ سے حضرت مولانا وستانوی صاحب کی عیادت کرنے کا موقع نصیب ہوا اور ان سے تعارف اور تفصیلی ملاقات نصیب ہوئی۔

یہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحبؒ سے ہماری پہلی ملاقات تھی۔واقعہ کی تکمیل کے لئے یہ تذکرہ مناسب ہے کہ وقت مقررہ پر حضرت قاری صاحب کشمیر تشریف لائے۔حالانکہ حالات شدید خراب تھے شام کے چار بجے کرفیو روزانہ نافذ ہوا کرتا تھا۔اچانک کسی بھی علاقہ میں کسی بھی وقت فوج کا تلاشی آپریشن، کہیں بندوق برداروں کی فائرنگ اور کہیں تحقیق تفتیش کی وجہ سے گاڑیوں سے اتر کر پیدل چلنا پڑتا

تھا۔حضرت قاری صاحب کے ساتھ مولانا محمد علی منیار اور مولانا محمد ہاشم صاحب جو گواڑی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاذ حدیث دارالعلوم بری انگلینڈ بھی تھے۔سبھی کا ان نامناسب حالات سے واسطہ پڑا۔مگر تمام پروگرام نہایت سکون واطمینان اور عافیت سے انجام پذیر ہوئے۔اُس موقعہ پر عجیب عجیب کرامات کا ظہور ہوا۔لیکن اِس وقت اس واقعہ میں صرف حضرت مولانا وستانوی صاحبؒ سے پہلی تفصیلی ملاقات کا سبب اور مناسبت کو بیان کرنا مقصود تھا۔

جامعہ اسلامیہ اکل کوا میں حاضری

دارالعلوم دیوبند میں ایک حاضری کے موقع پر مشفق ومحسن استاد گرامی حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مظفر نگری استاد تفسیر وفقہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس میں انہوں نے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بارے میں نہایت عظمت سے تذکرہ فرمایا کہ میں وہاں گیا ہوا تھا حفظ درجات میں کیف ما اتفق کئی جگہ سے اچانک طلبۂ عزیز کو قرآن پاک پوچھا تو ہر ایک کو دوسرے سے فائق پایا۔ بقول ان کے ایسا میں نے اپنی زندگی میں کم دیکھا۔حضرت مولانا کی زبانی یہ تعریف اور قرآنی تعلیم کا ایسا معیار پائے جانے کی وجہ سے مزید عقیدت بڑھ گئی۔اپنے شفیق مکرم حضرت مولانا محمد علی منیار خلیفہ مجاز حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اکل کوا کے پروگرام اور ترتیب کے بارے میں فون پر مذاکرہ کیا گیا اور ان کی شفقت اور مہربانی سے ایک سفر اس عظیم الشان ادارے کی زیارت کے لئے نہایت عمدہ نظام کے ساتھ نصیب ہوا۔ ایک رات کا وہاں قیام میسر ہوا۔طلبہ کرام کا ہجوم، دینی علوم کے علاوہ عصری علوم میں حضرت مولانا کے متعدد اداروں میں طلبہ کا ان علوم کے ساتھ ساتھ دینی

ماحول میں قیام نیز بعد فجر مسجد شریف جامعہ میں خود مولانا مرحوم کا طلبہ عزیز کے ساتھ مجلس ذکر میں شرکت دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی۔ ہر طرف قرآن کریم کی تعلیم کا زور اور غلغلہ تھا اور نہایت خوش منظر ماحول تھا۔نہایت عمدہ تاثرات لیکر وہاں سے واپسی ہوئی مولانا کی خدمتِ قرآن پاک کا پہلا منظر دیکھنے کوملا۔

حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندوی نوراللہ مرقدہ کے انتقال پر ماہانہ ’’النور‘‘ میں ان کا تذکرہ لکھنے کی غرض سے ان کے صاحب زادہ گرامی قدر مولانا سید حبیب احمد صاحب باندوی سے فون پر حضرت والا کے خلفائے مجازین کی فہرست معلوم کی تو انہوں نے حضرت قاری صاحبؒ کے خلفائے مجازین کی منتخب ومختصر فہرست میں حضرت مولانا غلام محمد وستانوی صاحب کا اسم گرامی ذکر فرمایا یہ اس حقیر فقیر کے لئے حضرت مولانا سے عقیدت ومحبت میں بہت ہی اضافہ کا ذریعہ بنا۔اس مرد قلندر جس کے قدموں میں دنیا ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تھی اور وہ التفات نہیں فرماتے تھے کے خلفائے گرامی قدر کی فہرست میں آپ کا نام پا کر یکا یک قلب میں ان کی محبت اور اُنس نے جگہ پکڑی اور یہی آپ سے تعلق بڑھنے کا سبب بنا۔

اس کے بعد تو مسلسل مادر علمی کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ میں حضرت مولانا سے بار بار ملاقاتیں بھی نصیب ہوئیں اور بحث ومباحثہ اور مذاکرہ ومشاورت کے اوقات میں ان کے خاص انداز اور مزاج سے ان تعلقات میں مزید اضافہ ہوا۔

ایک دن دارالعلوم دیوبند میں شوریٰ میں حاضری کے موقع پر مولانا نے فرمایا کہ ہمارا ایک مدرسہ آپ کے وطن میں ہے آپ نے کبھی اس مدرسہ کا معائنہ نہیں فرمایا ہے۔احقر نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔تھوڑی بہت بھی فرصت ملے قلت وقت کے

باوجود میں کوشش کرتا ہوں کہ جب کسی راستہ سے گذر ہو،اور مدرسہ نظر آئے تو حسب گنجائش چند منٹ ہی سہی،حاضری ضرور دیتا ہوں۔یہ اس لئے بھی کہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند نے رابطہ مدارس جموں وکشمیر کی ذمہ داری احقر کے کندھوں پر ڈالی ہے۔اس لئے میں ہر جگہ پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔میرے علم میں نہیں ایسا کون سا مدرسہ ہے، پھر بھی معلوم کرتا ہوں۔تھوڑی دیر میں راقم الحروف نے اس ضلع کے رابطہ مدارس کے ذمہ داران سے معلومات حاصل کیں، انہوں نے بتایا کہ یہاں اونچے پہاڑوں پر جہاں برفباری اور سردی کی وجہ سے چھ مہینہ راستہ بند رہتا ہے اس لئے وہاں ہمیشہ آنا جانا ممکن نہیں ہے۔اس کے لئے خاص موسم کا انتظار کرنا پڑتا ہے،اس علاقہ میں ایک مدرسہ ہے جو حضرت مولانا وستانوی صاحب نے قائم کیا ہے۔وہی اس کو چلاتے بھی ہیں اور وہیں سے عملہ کی تنخواہ بھی آتی ہے، بلکہ انہوں نے وہاں ایک عمدہ میڈیکل ڈسپنسری عوام الناس کے لئے بھی قائم کی ہے۔وہاں کافی طلبہ زیر تعلیم ہیں جو دن رات وہاں قیام کرتے ہیں۔جب احقر نے سوال کیا کہ کبھی اس کا تذکرہ آپ لوگوں نے نہیں کیا نہ ہی وہاں کی کبھی کارگزاری دی،اطلاع نہ دینے کا عذر یہ بیان کیا گیا کہ چونکہ سب کچھ کفالت حضرت مولانا وستانوی صاحب ہی فرماتے ہیں اس لئے وہ مدرسہ والے مقامی نظام سے استغناء میں بھی رہتے ہیں اس لئے ہمارا وہاں زیادہ آنا جانا نہیں ہوتا۔اسی لئے وہ رابطہ مدارس سے منسلک بھی نہیں ہے۔

یہ ساری صورتحال سن کر احقر کو حضرت مولانا وستانوی صاحب کے اس قلبی فکر اور دور دراز علاقوں میں خدمت دین کی تڑپ اور جذبہ کی قدر ہوئی۔کہ ہمارے وطن کشمیر کا حصہ ہوکر بھی ہم کشمیری اس ادارہ سے ناواقف تھے اور حضرت مولانا نے ایسے

دوردراز علاقہ میں ادارہ بھی قائم کیا، اس کو چلا بھی رہے ہیں، اس کی کفالت بھی کررہے ہیں۔ اوراس چیز کا حل کہ راستہ بند رہتا ہے یہ نکالا، کہ جب آپ وہاں خود براہ راست نگرانی کے لئے تشریف لائے تو ان کی اس خدمت کے عوض اوراعتراف میں علاقہ کے لوگوں نے ان کے لئے جموں سے اس علاقہ میں جانے کے لئے ہیلی کاپٹر کرایہ پر لیا اور حضرت والا وہاں تشریف لے گئے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جذبہ اور قربانی ہوسکتی ہے جو ایک خادم دین کسی دینی ادارہ کے لئے اس انداز سے دے سکتا ہے۔

ان کا یہی جذبہ ہے جس کے لئے ان کو خادم القرآن اور خادم المدارس کا عالیشان لقب ملا ہے۔ ان کے حالات لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے بلا مبالغہ ہزاروں مدارس، ہزاروں مسجدیں اورمکاتب قائم کئے وذالك فضل الله يوتيه من يشاء

ہمارے رفیق مکرم مولانا مفتی سبیل احمد مدراسی خلیفہ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ مجھ سے خود حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ جب مولانا وستانوی نے مجھ سے کام کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں هو الذى بعث فى الاميين رسولامنهم کے مطابق یہ بات ڈالی، میں نے ان کو کہا اپنے علاقہ میں مستقل کام کرنے کی نیت کر کے اس جذبہ سے قیام اور کام کرو کہ ہر ہر گاؤں میں حافظ، عالم تیار کرو۔ انہوں نے اس پر استقامت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت عطا فرمائی اور وہ اس میں کامیاب ہوگئے جس کا پھل سب کے سامنے ہے۔ یہ ایسے سب لوگوں کے لئے نمونہ ہے جو اس دنیا میں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا کا یہ مظہر ہے۔

****

باسمہ سبحانہ وتعالی

خطبۂ افتتاحیہ

بموقعہ عمومی اجلاس رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند شاخ جموں وکشمیر

بمقام: دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

مورخہ: یکم/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۹/مئی ۲۰۲۵ء

منجانب: صدر رابطہ مدارس مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کشمیری قاسمی

الحمدلله رب العالمين والصلوة و السلام على سيدالانبياء والمرسلين و على اله و اصحابه اجمعين. امابعد!

قال الله تعالى ---- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا.

اللہ تبارک وتعالی کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس کے ہم گنہگار بندے رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے عنوان کے تحت جموں وکشمیر کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے علاقوں کی دینی فکروں کو لے کر آج اپنے اکابر کی موجودگی میں پھر ایک بار اس مبارک مجلس میں جمع ہوئے ہیں۔ ہمارا وجود، صحت وطاقت، استعداد ولیاقت، ایمان کی دولت کا حامل ہونا پھر علم دین سے متصف ہوکر اس کی توفیق سے اشاعت وحفاظت دین کی قیمتی محنتوں میں مشغول ہونا یہ سب اسی مولائے کریم کا احسان اور فضل وکرم ہے۔ یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اس سب کچھ میں ہماری ذاتوں کا کچھ بھی دخل اور کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ سب اسی رحیم وکریم مالک کا احسان ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ ان سب عظیم نعمتوں سے مالا مال کئے جانے کے باوجود ہم گنہگاروں کی طرف سے جو کوتاہی،

****

سستی وکاہلی اور عدم توجہی بلکہ کبھی کبھی بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب ہونے کے باوجود اس قادرِ حقیقی اور مختارِ کل کی جانب سے عفوودرگذر اور معافی کے پیشِ نظر کوئی مواخذہ نہ ہوا یہ اس کے رؤف ورحیم ہونے کا بین ثبوت ہے۔ہم لوگوں کے پاس اپنی تقصیرات اور کوتاہ عمل پر ندامت کے سوا اور کوئی سرمایہ نہیں اور نہ ہی ایسے الفاظ ہیں جن کے ذریعے سے اس پاک ذات کا شکریہ ادا کرسکیں۔ وہاں تو رحمۃ للعالمین سید المرسلین خلاصہ کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی **سبحنک ما شکرناک حق شکرک** ارشاد فرما کر ہم سیاہ کاروں کے لئے نمونہ اور راستہ متعین فرمایا۔

سلام اور صلوۃ کے کروڑہا کروڑ تحفے خدمت میں پیش ہوں خاتم النبیین رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات پر جنہوں نے ایمان ،علم ،اخلاق وکردار اور زندگی کے تمام شعبہ جات میں قیامت تک کی آنے والی انسانیت کے لئے نمونہ پیش فرمایا خصوصاً علم وعلما اور اس راہ میں اپنی جانی مالی اور وقت کی قربانیوں کو پیش رکھنے کے لئے فضائل کے انبار لگادئے جس کے نتیجے میں خیر القرون سے لیکر تا ایں دم اس امت کے خوش قسمت افراد اس راہ میں اپنا تن من دھن اپنی سعادت اخروی سمجھ کر قربان کرتے رہے۔حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ،تابعین وتبع تابعین اور ان کے بعد اسلاف امت نے اس سلسلے کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھا اور ہم لوگ واقعی خوش قسمت ہیں کہ اسی راہ مستقیم کا راہرو ہم کو اللہ پاک نے بنایا ہے۔

حضرات گرامی قدر! اس میں شک نہیں کہ قرب قیامت کے حالات کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نازک اور خطرناک آزمائشوں کے وارد ہونے کا تذکرہ آج سے چودہ سوسال قبل فرمایا ہے وہ حالات روز روشن کی طرح عیاں ہوتے نظر آرہے ہیں۔ان میں سے دین متین پر استقامت کو ہاتھ پر اور بعض روایات میں

****

زبانوں پر آگ کی چنگاری لینے کے مصداق قرار دیا گیا ہے **یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینه کالقابض علی الجمر** (ترمذی)۔مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسی جماعت کے موجود ہونے کی بھی بشارت دی گئی ہے جو نہ کسی لومۃ لائم کی پرواہ کرے گی نہ ہی کسی رعب ودبدبہ سے مرعوب ہوگی اور وہ قائم بامر اللہ ہونگے ،نہ ہی ان کو کوئی پامال کرسکے گا اور نہ ہی ان کو کوئی پیچھے ہٹا سکے گا **لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ عَلٰی ذٰلِکَ** (بخاری)۔اللہ تعالی ہم سب کو اس قافلہ میں شامل فرمائے۔

معزز حاضرین! اس پرمسرت موقعہ پر آپ حضرات کی تشریف آوری پر بندہ بصمیم قلب آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالی آپ تمام حضرات کی اس تشریف آوری کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرمائے۔اور یہاں پر ہونے والی فکروں ،مذاکروں اور مشوروں کو دین اسلام کے لئے عموماً اور علوم قران وعلوم نبوت علی صاحبھا الصلوات والتسلیمات کی ترقی اور بقا کے لئے خصوصاً ذریعہ بنا کر قبول فرمائے اور ہمارے اس وطن میں قیامت کی صبح تک کے لئے اس مشن کے قائم ودائم اور جاری رہنے کا سبب بنائے۔بندہ اس موقعہ پر معذرت خواہ ہے کہ آپ حضرات کے شایان شان آپ کا استقبال ،اکرام اور ضیافت کا حق ادا نہیں کیا جاسکا اس کے لئے تہہ دل سے معافی کا خواستگار ہے۔

مہمانان عالی وقار! ہمارے اکابر رحمھم اللہ نے دار العلوم دیوبند اور دیگر مدارس اسلامیہ کے قیام کی تحریک جن صبر آزما اور پرآشوب حالات میں برپا کی تھی ان سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں۔حضرت مہتمم صاحب دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی کے الفاظ میں سماعت فرمائیں۔انھوں نے تحریر فرمایا کہ ان مدارس کے قیام کے مقاصد میں اسلام کی حفاظت وصیانت ،علوم کتاب وسنت کی تعلیم و

****

اشاعت، سرمایہ ملت کی نگہبانی، اسلام کا تحفظ و دفاع، باطل تحریکات اور فتنوں کی سرکوبی، ملت اسلامیہ کی دینی قیادت، ملک و ملت کی تعمیر و ترقی اور دینی و ملی ضروریات کی تکمیل کے لئے رجال کار اور مخلص افراد کی تیاری شامل تھی۔ ان مدارس اسلامیہ کی کوکھ سے قابل قدر اور لائق فخر فرزندوں اور سپوتوں نے جنم لیا اور ایسے نفوس قدسیہ تیار ہوئے جنہوں نے بے سروسامانی اور حالات کی تمام تر نا مساعدت اور سنگینی کے باوجود ایسی زریں خدمات انجام دیں جو تاریخ کا روشن باب ہیں۔ یہ حضرات علوم اسلامیہ میں رسوخ و مہارت، مسلک حق کے بارے میں تصلب اور وسعت نظر کے ساتھ مومنانہ فراست، الہامی بصیرت، خلوص وللّٰہیت، تواضع و فروتنی، اتباع سنت اور ملک و ملت کی بے لوث خدمت کے جذبے سے سرشار تھے، تاہم مرور ایام سے مدارس اسلامیہ کی کارکردگی متاثر ہو رہی تھی، مدارس میں مردم گری اور رجال سازی کی مہم کمزور پڑ رہی تھی، اس لئے اس روز افزوں انحطاط پر روک لگانے، مدارس اسلامیہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور ان کو فعال و متحرک کرنے، ان کی سرگرمیوں کو مزید منظّم اور باضابطہ بنانے اور فرقہ پرستوں کی جانب سے مدارس اسلامیہ کی کردارکشی کی مہم کا مثبت جواب دینے کی غرض سے دارالعلوم دیوبند میں ۱۴۱۵ھ میں منعقد ملک گیر اجتماع میں رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی کل ہند تنظیم کا قیام عمل میں آیا، جس کا مرکزی دفتر دارالعلوم دیوبند میں قائم کیا گیا اور رابطے کے دستور العمل میں رابطہ مدارس اسلامیہ کے درج ذیل اغراض و مقاصد طے پائے:

☆ مدارس اسلامیہ عربیہ کے نظام تعلیم و تربیت کو بہتر بنانا۔

☆ مدارس اسلامیہ عربیہ کی بقا و ترقی کے لئے صحیح اور مؤثر ذرائع اختیار کرنا۔

☆ مدارس اسلامیہ عربیہ کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا اور روابط و مستحکم کرنا۔

☆ اسلامی تعلیم اور اس کے مراکز کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور سازشوں

****

پر نظر رکھنا۔

☆ ان علاقوں میں مدارس اور مکاتب کے قیام کی جدوجہد کرنا جہاں مرکز ضرورت محسوس کرے۔

☆ مسلم معاشرے کی اصلاح اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا۔

(بحوالہ خطبۂ صدارت ۴ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ)

ان تمام مقاصد عالیہ کو بروئے کار لانے کے لئے ہمارے اکابر اعلی اللہ مراتبھم بار بار مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں دعوت دے کر وہاں کے اجتماعات میں خطاب فرما کر پھر مکتوبات اور تحریر کے ذریعہ سے بھی متوجہ کرتے رہتے ہیں اور اپنی کارکردگی کا جائزہ لیکر آئندہ کے لئے مزید عزم و حوصلہ کے ساتھ آگے بڑھنے کے ارادے کرنے کے لئے صوبائی سطح پر ایک مرتبہ صوبوں کے تمام مدارس کو مل بیٹھنے کو ضروری قرار دے چکے ہیں۔ آج کا یہ اجلاس ہر سال کے اجلاسوں کی طرح اسی حکم کی تعمیل ہے۔ جو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے نہایت نا مساعد حالات کے واقع ہونے کے باوجود منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقعہ پر جہاں ہمیں مزید ترقی کے اقدامات کے ارادے کرنے ہیں وہیں پر ہمارے جن نونہالوں نے حال ہی میں منعقد ہونے والے امتحانات سالانہ میں ممتاز کامیابی حاصل کی ہے ان کو تشجیعی سندات سے نوازنا بھی شامل ہے تاکہ محنت اور کوشش کا جذبہ ہمارے عزیز طلبہ میں بھی اور ہمارے مدارس اور اداروں میں بھی پروان چڑھے اور اس حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کو مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے تشریف لانے والے اکابر کی دعائیں بھی حاصل ہوں اور ان کی نورانی اور روحانی نگاہوں سے ان پر نظر پڑنے کی اعلیٰ سوغات بھی حاصل ہو سکے۔ ؎ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں۔

آج کے اس اجلاس میں دستور کے مطابق نظام تعلیم، نظام تربیت، مدارس میں

****

باہمی ربط واتحاد کے فروغ، مدارس اسلامیہ کے داخلی نظام، اصلاح معاشرہ اورفرقہ باطلہ کے تعاقب کے اہم موضوعات کے علاوہ ایک اہم موضوع مدارس اسلامیہ کے ابتدائی درجات میں عصری تعلیم کا ہے جو انتہائی قابل توجہ ہے اس سلسلے میں ہمارے اکابر کافی متفکر ہیں۔ چنانچہ حضرت صدر رابطہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ۴ ؍ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا تھا:

دانش وران ملت ! دارالعلوم دیوبند کے حضرات اکابر رحمہم اللہ نے دارالعلوم کے قیام کے بنیادی اغراض ومقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے عربی درجات کا آٹھ سالہ نصاب متعین فرمایا تھا جو خالص دینی علوم ومعارف پر مشتمل تھا، عصری علوم کو شامل نصاب نہیں کیا گیا، جب بھی عربی مدارس کے نصاب میں بنیادی تبدیلی کرنے اور عصری علوم، عربی درجات میں شامل کرنے کے مطالبے نے زور پکڑا تو حضرات اکابر نے اسے مدارس اسلامیہ کے نصب العین اور منہاج کے منافی سمجھ کر اسے مسترد کر دیا۔ چنانچہ مجلس عاملہ رابطہ مدارس کی ایک تجویز کا متن ملاحظہ فرمائیں:

"مجلس عاملہ رابطہ مدارس کا یہ کل ہند اجلاس ذمہ داران مدارس کو تاکید کرتا ہے کہ نصاب میں بنیادی تبدیلی اور عصری علوم کی شمولیت کے بارے میں نام نہاد دانش وروں اور عاقبت نااندیشوں کے مطالبے سے متاثر نہ ہوں بلکہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کو قدیم اور متوارث خطوط پر ہی قائم واستوار رکھیں، البتہ درجہ پنجم پرائمری تک ایسا نصاب تعلیم اپنے قائم کردہ مدارس میں رائج کریں جو دینیات کے ساتھ ضروری عصری علوم، حساب، جغرافیہ، علاقائی زبان اور تاریخ پر مشتمل ہو اور بہتر ہوگا کہ ان مکاتب ومدارس کی حکومت سے منظوری حاصل کرلیں۔ یہ اجلاس نصاب میں بنیادی تبدیلی کے خیال کو یکسر مسترد کرتا ہے اور اسے نصاب کی روح کے منافی اور نصب العین کے خلاف سمجھتا ہے"۔

****

البتہ دارالعلوم دیوبند میں عربی درجات سے پیش تر فارسی دینیات وریاضی کے ۶ ؍سالہ نصاب میں ضروری عصری مضامین پڑھائے جاتے رہے، جن میں فارسی، اردو، ہندی، انگلش، حساب، جغرافیہ اور اقلیدس وغیرہ مضامین شامل رہے اور رابطہ کے مختلف اجلاسوں میں اس کی سفارش بھی کی گئی کہ ہر مدرسے کے ذریعہ درجہ پانچ تک پرائمری درجات کی تعلیم ضرور دی جائے اور اس میں دینیات کے ساتھ ضروری عصری مضامین بھی پڑھائے جائیں۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ ۲۰۰۹ء میں حکومت ہند کی جانب سے ایک قانون متعارف کرایا گیا، جس کو R.T.E. (رائٹ ٹو ایجوکیشن) کا نام دیا گیا، اس کے تحت ہر ہندوستانی بچے کو جس کی عمر ۶ ؍تا ۱۴؍سال ہو عصری تعلیم دینا ضروری قرار دیا گیا، یعنی ۱۴؍سال کے ہر بچے کو دسویں تک تعلیم دلانا لازم ہے جس کی زد مدرسوں میں پڑھنے والے طلبہ پر بھی پڑتی تھی، لیکن ملک کے اہم قائدین اور علمائے کرام کی جدوجہد سے ۲۰۱۲ء میں مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم طلبہ کو RTE ایکٹ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ ان کے لئے عصری تعلیم حاصل کرنا فی الحال لازم نہیں رہا، یہ استثنیٰ اب بھی برقرار ہے، خدا کرے آئندہ بھی برقرار رہے، مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اور مسلم قائدین کو ایک بار پھر اس استثنا کو باقی رکھنے کے لئے منظّم جدوجہد کرنی چاہیے۔

اس وقت ملک میں جس تعلیم پالیسی کے نفاذ کی کوششیں جاری ہیں وہ مرکزی حکومت کی قومی تعلیمی پالسی ۲۰۲۰ء ہے، یہ پالیسی جیسا کہ ارباب بصیرت حضرات نے اظہار خیال کیا ہے دستور ہند کی بنیاد پر نہیں بنائی گئی ہے، بلکہ قدیم ہندوستانی تہذیب وثقافت اس کی بنیاد ہے، یہ اسلام، اسلامی تہذیب ومعاشرت اور اسلامی اقدار وروایات کے لئے سخت مضر ہے، البتہ قدیم ہندوستانی تہذیب وثقافت، شرک وبت پرستی، رقص و

****

سرور، نغمہ وموسیقی اور مجسمہ سازی وتصویر کشی پر مشتمل ہے، یہ ملک کی دیگر اقوام کی تہذیب وتمدن سے بھی ہم آہنگ نہیں ہے، اس پالیسی میں ۳ رسال سے ۱۸ رسال تک بچے کو عصری تعلیم دلانا ضروری قرار دیا گیا ہے، پالیسی کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہندوستانی باشندے کو اس تعلیمی پالیسی کے مطابق قائم کردہ تعلیمی نظام سے وابستہ رہنا ضروری ہو جائے گا، حالانکہ دستور ہند میں اقلیتوں کو اپنی مرضی کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انہیں چلانے کی آزادی دی گئی ہے۔

اب ہمارے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ مدارس اسلامیہ اس پالیسی کو یکسر نظر انداز کردیں، یا مدارس اسلامیہ کا حسب سابق اس سے استثناء کرا دیا جائے، یہ شاید مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

اس لئے خدام دارالعلوم دیوبند نے مرحلہ وار اس مسئلہ پر غور وفکر کیا ہے، مشہور ماہرین تعلیم اور علماء دین وغیرہ حضرات کی متعدد مجلسوں میں تبادلۂ خیال کیا گیا اور تمام مثبت ومنفی پہلوؤں پر غور کیا گیا ہے، یہ مجلسیں محترم المقام حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم، صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند کی زیر صدارت دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہوئیں، ان تمام مجلسوں میں یہ خادم (حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند) بھی شریک رہا اور جناب مولانا شوکت علی صاحب بستوی ناظم عمومی رابطہ مدارس بھی موجود رہے۔

اس موقعہ پر یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ اکابر واسلاف رحمہم اللہ نے انگریزی تعلیم کو یکسر شجرۂ ممنوعہ قرار نہیں دیا تھا، بلکہ برطانوی سامراج کے قائم کردہ اسلام مخالف نظام تعلیم کے مہلک اثرات اور کفر وشرک اور دین بیزاری اور مغربی تہذیب و معاشرت کی زہرناکیوں کی بنا پر اس کی مخالفت کی تھی، کہ انگریزی تعلیم الحاد ولادینیت پیدا

****

کر رہی تھی، بقول لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم — کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کبھی نہیں کی، بلکہ انگریزی فکر اور تہذیب کی مخالفت کی گئی، پھر عربی درجات کے ساتھ عصری تعلیم کے اختلاط کو ضرر رساں اور سخت نقصان دہ قرار دیا ہے۔

اور جب کہ ملک اور پوری دنیا کے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں، ایک طرف مدارس کے فضلاء کو ارباب حکومت تعلیم یافتہ تسلیم نہیں کرتے، دوسری طرف امت مسلمہ میں انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کا تناسب بہت بڑھ گیا ہے، اس لئے جہاں اس کی ضرورت ہے کہ قرآن وسنت اور فقۂ اسلامی کے ماہر علماء وفضلاء موجود ہوں وہیں اس کی ضرورت بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے کہ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی میں مہارت رکھنے والے اچھے فضلاء بھی تیار ہوں، تاکہ وہ تعلیم وتربیت اور دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ بھی اچھی طرح ادا کرسکیں، اور اسلام اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی بھی کرسکیں۔

اس لئے خدام دارالعلوم نے فیصلہ کیا ہے کہ حسب سابق عربی کے نصاب میں کسی طرح کی تخفیف وترمیم کئے بغیر اور عربی درجات میں عصری مضامین کی شمولیت سے احتراز برتتے ہوئے حفظ، دینیات وپرائمری کے درجات میں ان کی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بقدر ضرورت عصری علوم بھی داخل کردئے جائیں اور عربی درجات میں آنے سے پہلے بچہ ۱۴ رسال کا ہو تو اسے دسویں پاس کرا دیا جائے، اس کے بعد وہ عربی تعلیم شروع کرے، اس کا نظام کچھ ماہرین تعلیم (دینی وعصری) حضرات تیار کر رہے ہیں۔ یہ ماہرین بتا رہے ہیں کہ تعلیمی پالیسی کا منشا یہ ہے کہ ہر ہندوستانی بچہ ۱۴ رسال کی عمر میں دسویں پاس ہو، اور ۱۸ رسال کی عمر میں وہ بارہویں بھی کرلے۔

****

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ دارالعلوم اپنے اسی قدیم متوارث نہج پر قائم ہے اور ان شاء اللہ قائم رہے گا جو حضرات اکابر رحمہم اللہ نے دارالعلوم دیوبند کے لئے مقرر فرمایا تھا، جس میں بنیادی تعلیم قرآن وسنت اور فقۂ اسلامی کے علوم کی ہی دی جائے گی، دارالعلوم کا نصاب بھی جوں کا توں ہی رہے گا، البتہ بدلتے ہوئے ملکی حالات میں مدارس اسلامیہ کے تحفظ کے لئے یہ صورت اختیار کی جارہی ہے، اس لئے مدارس کے ذمہ داران اپنے طور پر یہ نظام بنالیں کہ مدرسے میں داخل ۱۴؍سال کے طالب علم کو دسویں پاس کرادیں، اور اس کے بعد اسے بارہویں بھی پاس کرادیا جائے، اس کے لئے کسی تعلیمی بورڈ سے الحاق یا NIOS (اوپن سکول) سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ نظام بن جانے پر حضرات ذمہ داران مدارس کو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے گا، حضرات ارباب مدارس سے گذارش ہے کہ اپنے قدیم روایتی نصاب ونظام کو باقی رکھتے ہوئے بقدر ضرورت ہی عصری تعلیم شامل کریں، اور بہتر ہوگا کہ جہاں ممکن ہو وہاں عربی درجات سے پہلے کریں، تاکہ ہماری دینی تعلیم وتربیت اور نصاب ونظام بالکل متاثر اور مغلوب نہ ہو، اپنی نیتوں اور مقاصد کو درست رکھیں، ایسا نہ ہو کہ دینی مقاصد پر دنیاوی مقاصد غالب آجائیں، طلبہ کو عصری تعلیم کے ساتھ پختہ دینی تربیت اور ذہن سازی کا اہتمام بھی کریں، تاکہ طلبہ فراغت کے بعد دینی خدمات سے وابستہ رہیں، اس کے لئے جزوقتی عصری تعلیم کا نظام بنایا جائے۔

اسی کے ساتھ اسکولوں اور کالجوں میں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم وتربیت پر بھی توجہ دیں، تاکہ انگریزی نظام تعلیم سے متاثر ہوکر وہ دین بیزاری اور الحاد وارتداد کا شکار نہ ہوجائیں، اس مقصد کے لئے صباحی ومسائی مکاتب کے قیام اور تعلیم بالغان کا نظم مناسب ہوگا۔

(بحوالہ خطبۂ صدارت ۴؍ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ)

****

حضرات گرامی! اب اس سلسلے میں پرسوں یعنی مورخہ ۲۸؍ذی قعدہ ۱۴۴۶ھ یعنی 27؍مئی 2025ء کو حضرت مہتمم گرامی قدر دارالعلوم دیوبند کی جانب سے جو ہدایت نامہ جاری ہوا ہے وہ ان الفاظ پر مشتمل ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ”آں جناب کے علم میں ہے کہ دینی مدارس میں عصری تعلیم کی شمولیت کا مسئلہ گذشتہ کئی سالوں سے زیر غور تھا، سال گذشتہ مرکزی مجلس عاملہ رابطہ کے اجلاس سے قبل قومی تعلیمی پالیسی کمیٹی کے ارکان نے اپنی میٹینگ میں حکومت ہند کی نئی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لیتے ہوئے اتفاق رائے سے مدارس اسلامیہ میں عربی درجات کی تعلیم سے قبل شعبہ ناظرہ، دینیات، فارسی اور حفظ کے درجات میں عصری نصاب کی شمولیت سے متعلق خاکہ مرتب کرکے رابطہ کی مجلس عاملہ میں پیش کیا تھا، مجلس نے بھی اس کے نفاذ کی منظوری دی تھی (مذکورہ نصابی خاکہ اس خط کے ساتھ بھی منسلک ہے) گذارش ہے کہ اس نصابی خاکہ کو اپنے صوبے کے مدارس میں نفاذ کی کوشش کی جائے اور عربی درجات کی تعلیم کے آغاز سے قبل این آئی او ایس کے ذریعہ دسویں کا امتحان پاس کرایا جائے، نیز جن صوبوں میں اس خاکہ کے نفاذ میں کچھ تحفظات اور دشواریاں پیش آئیں وہ اپنی تجاویز تحریری طور پر مرکزی دفتر رابطہ کو ارسال فرمائیں۔“

(اقتباس از گرامی نامہ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم)

مہمانان ذی وقار! آج کے اس اجلاس کا اعلامیہ اور تجاویز کا خلاصہ ہم گرامی قدر حضرت مہتمم صاحب کے اس والا نامہ میں درج ان ہی پانچ پیراگراف کو بناتے ہیں اور ان ہی کے مطابق اپنے مدارس میں اقدامات کرنے کا عہد کریں گے۔

ان گذارشات کے ساتھ احقر اس طویل سمع خراشی کی معافی چاہتے ہوئے احقر آپ کے سامنے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم عالی وقار یعنی رابطہ کے صدر گراں قدر کی جانب سے موصول شدہ ہدایات نامہ کو پیش کرتا ہے، اس تاکید کے ساتھ کہ حضرت والا کی

****

ہدایات کو ہم سبھی دل کے کانوں سے سن کر پوری پوری تعمیل کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین. والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وہ گرامی نامہ بذیل ہے:

”محترم المقام حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب میر قاسمی زید مجدکم!

صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ شاخ جموں وکشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید کہ بخیر وعافیت ہوں گے!

آں محترم کی صدارت میں رابطہ مدارس اسلامیہ شاخ ''جموں وکشمیر'' کی سال گذشتہ کی کارکردگی اطمینان بخش اور پر مسرت رہی، جناب مولانا شوکت علی قاسمی، ناظم عمومی رابطہ مدارس کی رپورٹ کے مطابق صوبے میں پورے سال رابطہ کی سرگرمیاں جاری رہیں اور سالانہ امتحان بھی اجتماعی طور پر رابطہ مدارس کے نظام کے تحت منظم طور پر کرائے گئے، بندہ رابطہ مدارس شاخ ''جموں وکشمیر'' کی ترقی و استحکام کے سلسلہ میں آں محترم کی مساعی اور رابطے کے دیگر ذمہ داران وارکان کے تعاون کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ سال رواں میں بھی حسب سابق رابطہ مدارس سے متعلق مختلف خدمات اور سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس موقع پر سال گذشتہ ۱۴۴۶ھ میں منعقدہ مرکزی مجلس عاملہ رابطہ کی منظور کردہ تجاویز اور ملک کی موجودہ صورت حال کے تناظر میں چند اہم امور کی جانب آں محترم کی توجہ مبذول کرانا ضروری ہے، امید کہ آں جناب اپنے صوبے میں ذمہ داران مدارس کو ان امور پر متوجہ فرمائیں گے اور اس کے نفاذ کی بھرپور کوشش بھی فرمائیں گے۔

(۱) آں جناب کے علم میں ہے کہ مربوط مدارس کا تعلیمی ریکارڈ مرکزی دفتر رابطہ میں محفوظ رکھا جاتا ہے، اس لئے آں جناب اپنے صوبے کے مربوط مدارس کے ذمہ داران کو تاکید فرمائیں کہ ان کے مدرسے میں اگر عربی درجات قائم ہیں تو جس عربی جماعت تک تعلیم ہو اس آخری جماعت کی طلبہ کے نام اور امتحان سالانہ ۱۴۴۶ھ میں تمام کتابوں میں ان کے حاصل کردہ نمبرات، اور اگر تعلیم صرف حفظ و تجوید تک ہوتی ہو تو حفظ وتجوید کے طلبہ کے نام، حاصل کردہ نمبرات اور ممتحن حضرات کے تاثرات کی نقول اور مدرسے کی سالانہ تعلیمی رپورٹ صوبائی دفتر رابطہ میں ارسال فرمائیں، صوبائی دفتر میں اس کا ریکارڈ محفوظ رکھا جائے اور اس کی ایک نقل مرکزی دفتر رابطہ کو بھی ارسال کی جائے۔

(۲) گذشتہ کئی سالوں سے تمام صوبائی صدور صاحبان کو تدریب المعلمین پروگرام اور سالانہ اجتماعی امتحان کے انعقاد اور اس میں صوبے کے تمام مدارس کے طلبہ کی شرکت کو یقینی بنانے، معائنہ مدارس، نئے مکاتب کے قیام وانتظام اور اس کا سروے، مکاتب میں صباحی ومسائی تعلیم کا نظم، نگراں اور اساتذہ کا تقرر اور ان کی تربیت، فرق باطلہ کی تردید وغیرہ امور سے متعلق اہم ہدایات پر مشتمل خط کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے، اس مکتوب کے ذریعہ ایک بار پھر یاددہانی کرائی جاتی ہے گذشتہ خطوط میں مذکورہ امور سے متعلق درج ہدایات پر مزید توجہ فرماتے ہوئے رابطہ مدارس کی ترقی و استحکام کی کوششیں برابر جاری رکھی جائیں، معیار تعلیم کی بہتری کے لئے صوبے کے مختلف مقامات پر ماہر فن اساتذہ کرام کے ذریعہ درجہ ناظرہ، حفظ وتجوید اور ابتدائی عربی درجات کے اساتذہ کرام کی تدریب کرائی جائے، وفود تشکیل دے کر صوبے کے مدارس کا تعلیمی وتربیتی معائنے کا نظام بنایا جائے، دوران معاینہ قابل اصلاح امور کی نشاندہی کی جائے، فتنہ شکیلیت، فتنہ گوہر شاہی ودیگر فتنوں کے تعاقب اور ان کے سد باب کے لئے منظم طور پر کام جاری رکھا جائے اور اس سلسلے میں ماہ صفر ۱۴۴۶ھ کو

دارالعلوم کی جامع رشید میں ردشکیلیت کے موضوع پر منعقدہ پروگرام میں منظور شدہ تجاویز (جواس خط کے ساتھ منسلک ہیں) پرعمل پیرا ہاجائے۔

(۳) آں جناب کے علم میں ہے کہ دینی مدارس میں عصری تعلیم کی شمولیت کا مسئلہ گذشتہ کئی سالوں سے زیرغور تھا، سال گذشتہ مرکزی مجلس عاملہ رابطہ کے اجلاس سے قبل قومی تعلیمی پالیسی کمیٹی کے ارکان نے اپنی میٹینگ میں حکومت ہند کی نئی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لیتے ہوئے اتفاق رائے سے مدارس اسلامیہ میں عربی درجات کی تعلیم سے قبل شعبہ ناظرہ، دینیات، فارسی اور حفظ کے درجات میں عصری نصاب کی شمولیت متعلق خاکہ مرتب کر کے رابطہ کی مجلس عاملہ میں پیش کیا تھا، مجلس نے بھی اس کے نفاذ کی منظوری دی تھی (مذکورہ نصابی خاکہ اس خط کے ساتھ بھی منسلک ہے) گذارش ہے کہ اس نصابی خاکہ کو اپنی صوبے کے مدارس میں نفاذ کی کوشش کی جائے اور عربی درجات کی تعلیم کے آغاز سے قبل این آئی او ایس کے ذریعہ دسویں کا امتحان پاس کرایا جائے، نیز جن صوبوں میں ااس خاکہ کے نفاذ میں کچھ تحفظات اور دشواریاں پیش آئے تو اپنی تجاویز تحریری طور پر مرکزی دفتر رابطہ کو ارسال فرمائے۔

(۴) آں محترم بخوبی واقف ہے کہ اس وقت امت مسلمہ نازک ترین دور سے گزر رہی ہے، ملک کی موجودہ صورتحال امت مسلمہ اور مدارس اسلامیہ کے لئے بے حد صبر آزما ہے، عبادت گاہیں، خانقاہیں، خصوصا مدارس اسلامیہ نشانے پر ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ذمہ داران مدارس کو داخلی وخارجی امور کی درستگی پر توجہ دلانے کے ساتھ مدرسے کے رجسٹریشن، ملکیتی کاغذات کی درستگی، حساب کتاب کی شفافیت اور کسی رجسٹر ڈسی اے کے ذریعہ حسابات کی آڈٹنگ، قانونی تقاضوں کی تکمیل وغیرہ امور کی صرف مکمل رہنمائی کی جائے مدارس اسلامیہ میں صفائی ستھرائی کا نظام، قیام وطعام کا مناسب نظم اور طلبہ کے زدوکوب سے احتراز کی بھی تاکید کی

****

جائے اور اس سلسلے میں ۱۶رصفر المظفر ۱۴۴۶ھ کو دارالعلوم کی جامعہ رشید میں رد شکیلیت کے موضوع پر منعقدہ پروگرام میں مدارس اسلامیہ کے تعلق سے منظور شدہ تجاویز (جواس خط کے ساتھ منسلک ہیں) پر بھی عمل پیرا ہاجائے۔

(۵) آخری گذارش یہ ہے کہ سال گذشتہ رابطہ کی شاخ کے تحت انجام پانے والے مختلف امور خصوصا اجتماعی امتحانات (مثلا کن کن جماعتوں اور کتابوں کا امتحان ہوا ہے، کتنے سنٹرز قائم کئے گئے، کل کتنے طلبہ امتحان میں شریک رہے اور رابطہ کے تحت امتحان دینے والے طلبہ کے نتائج تمام درجات میں اول دوم سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے نام مع اسمائے مدارس) صوبائی اجلاس مجلس عاملہ وعمومی، تدریب المعلمین پروگرام کے انعقاد اور معائنہ مدارس ومکاتب وغیرہ سے متعلق رپورٹ مرکزی دفتر رابطہ کو بذریعہ خط یا ای میل ارسال کی جائے۔ (اگر پہلے سے ارسال کردی ہے تو دوبارہ بھیجنے کی ضرورت نہیں) نیز اجتماعی امتحان کے نتائج کو سامنے رکھ کر کامیاب مدارس کی درجہ بندی کی جائے اور صوبے کے تمام درجات میں اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کے نام کی فہرست مع ولدیت، سکونت واسمائے مدارس تیار کر کے، نیز صوبے کے جو مدارس ترغیب کے باوجود اجتماعی امتحان میں شریک نہ ہوتے ہوں ان کی فہرست بھی بنا کر مرکزی دفتر رابطہ کو ارسال کی جائے، تاکہ حسب تجویز مرکزی مجلس عاملہ رابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔

امید کہ مذکورہ بالا امور پر خصوصی توجہ فرما کر شکر گذار فرمائیں گے۔ والسلام

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند وصدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ
۱۴۴۶/۱۱/۲۸ھ = ۲۰۲۵/۵/۲۷ء ”

****

اخبار دار العلوم

تعلیمی جانچ

الحمدللہ تعلیمی سال کا نظام جو شوال المکرّم میں شروع ہوا، معمول کے مطابق جاری ہے۔ طلبہ عزیز اور اساتذہ کرام ہمہ تن تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ذی قعدہ کے اخیر میں تمام درجات میں شوال سے لیکر اب تک کی مقدار خواندگی کی جانچ کا اعلان کیا گیا کیونکہ اس کے بعد عید الاضحیٰ کی مناسبت سے دس یوم کی تعطیلات کا نظام ہے۔ اس لئے ناظرہ، حفظ، عربی، تجوید و قرأت سبھی درجات کی جانچ کا نظام بنایا گیا۔ اس کے نتیجے میں موصول ہونے والی رپورٹوں اور ممتحنین کی تجاویز اور مشوروں کی روشنی میں آئندہ کے ایام میں تعلیم میں بہتری کے لئے کوششیں ممکن ہوتی ہیں اور اس سے تعلیمی نفع ہوتا ہے۔

تعطیل عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ کے سلسلے میں مورخہ ۷؍ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ سے ۱۶؍ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ تک دس دن کی تعطیل کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر طلبہ عزیز اپنے والدین سے ملاقات اور ان کی زیارت کے لئے اپنے اپنے وطن چلے جاتے ہیں۔ قربانی اور عید الاضحیٰ کا مسنون عمل انجام دیتے ہیں۔

دار العلوم رحیمیہ میں بھی ذمہ داران قربانیوں کے عمل میں مشغول رہتے ہیں اور امت مسلمہ میں جو حضرات کسی عذر کی بنا پر اپنی قربانیاں خود نہیں کر سکتے ان

****

کی فی سبیل اللہ یعنی بغیر کسی اجرت کے محض اس اسلامی شعار کو زندہ اور باقی رکھنے کے لئے خواہشمند حضرات کی معاونت اور تعاون کر کے اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اجلاس رابطہ مدارس

مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ یعنی 29 مئی 2025ء جمعرات کو دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے محبوب العالم ہال میں رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دار العلوم دیوبند شاخ جموں و کشمیر کا دستور کے مطابق سالانہ عمومی اجلاس منعقد ہوا۔

اجلاس کی صدارت کا فریضہ حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی مدظلہ العالی، استاد حدیث و ادب دار العلوم دیوبند، ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دار العلوم دیوبند نے انجام دیا۔ جبکہ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد مزمل بدایونی، استاد دار العلوم دیوبند اور قاری حافظ عاصم عبداللہ مدظلہ العالی منتظم دینی تعلیمی بورڈ قرار پائے تھے۔

پورے جموں و کشمیر سے اس اجلاس میں تین سو چھتیس مدارس اور ایک سو بنات اور دیگر مدارس کے علاوہ دو سو سے زائد ان خوش نصیب طلبہ عزیز نے شرکت کی جن کو رابطہ مدارس کے سالانہ امتحانات منعقدہ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے کی بنا پر تشجیعی اسناد سے نوازا گیا۔ اس طرح سے یہ اجلاس نہایت کامیابی سے صدر اجلاس کی دعا پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا فالحمد لله علی ذالک

****

وفیات

دارالعلوم رحیمیہ کی ابتداء اور بنیادی اراکین

ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ ستمبر ۱۹۹۹ء کی ایک شام تھی ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی۔ اسی حال میں عصر کی نماز پڑھ کر جامع مسجد قدیم بانڈی پورہ میں بانڈی پورہ (کشمیر) کے پورے علاقہ سے منتخب معززین کی ایک جماعت اس وقت کے مرکزی اوقاف بانڈی پورہ کے صدر محترم مرحوم پیر غلام محمد صاحب (جو ہائر سکنڈری میں احقر کے زیر تعلیم رہنے کے زمانے کے اردو استاد تھے) کی سربراہی میں دینی ادارہ کے قیام پر غور وخوض میں مشغول تھے۔ اس کام کے محرک اصل یہاں کے ایک انتہائی فکر مند مرحوم حاجی عبدالغنی خان صاحب تھے۔ جن کی کاوشوں کے نتیجہ میں یہ مجلس منعقد ہوئی تھی، اس مجلس میں جو تیس چالیس حضرات علاقہ بھر کے معززین جمع تھے انہوں نے بانڈی پورہ میں مدرسہ کے قیام کا فیصلہ کیا۔ جبکہ اس سے قبل بانڈی پورہ کے دینی جذبہ رکھنے والے نوجوانوں کی ایک جماعت نے عصر بعد کا ایک عالی شان اور عمدہ مکتب قائم کیا تھا جس میں بچے بھی پڑھتے تھے اور سکولوں میں زیر تعلیم بالغان بھی۔ اسی کو ترقی دے کر ان نوجوانوں کے اخلاص اور محنت سے اس طرح سے ایک چھوٹے مدرسہ کی بنیاد پڑی جو اب دارالعلوم رحیمیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آج چھیالیس سال کے بعد جب یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں اس مجلس کے بزرگ شرکاء میں سے کوئی اس دار فانی میں موجود نہیں۔ البتہ نوجوانان موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور صحت عطا فرمائے۔ اس قافلہ میں شریک ہونے والے لوگوں میں سے اب قدیم ترین حضرات میں جناب حاجی محمد اکبر میر صاحب صادق، جناب حاجی میر غلام

****

رسول صاحب ناز، جناب حاجی غلام محمد ڈار صاحب، خواجہ غلام محی الدین میر صاحب، جناب مشتاق احمد صاحب فاضلی وغیرہ ابھی تک دارالعلوم رحیمیہ کی فکروں، کاوشوں، کوششوں اور محنتوں میں لگ کر اس ادارہ کی بقاء اور ترقی کے لئے اپنی ہمت اور وسعت کے موافق پیش پیش رہتے ہیں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں ان کو اپنے ان دوستوں رفیقوں رقیبوں بلکہ بعض مرتبہ مخالفوں سے بوجہ ان کے مزاج یا مسلک یا سیاسی وابستگی یا فکر ونظریہ میں ہم آہنگی نہ ہونے کے وجہ کبھی کبھی کڑوی سخت وسست اور بعض مرتبہ نا قابل برداشت باتوں یا معاملے سے واسطہ پڑتا ہے مگر اس کو وہ اللہ کی رضاء اور ادارہ کی دینی وابستگی کے لئے برداشت کرتے ہیں اور اس ساری خدمت کا کوئی معاوضہ یا اجر نہیں لیتے بلکہ فی سبیل اللہ یا لوجہ اللہ آخرت میں موجود ہونے کی امید پر آگے بڑھ رہے ہیں۔

یہ معاملہ انہی حضرات کا نہیں بلکہ سارے علاقہ بانڈی پورہ اور اس سے بڑھ کر پورے وطن کشمیر کا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے سارے عالم میں لا تعداد بزرگ علماء ومشائخ ایسے موجود ہیں جو اپنی آہِ سحر گاہی میں دارالعلوم رحیمیہ اور اس کے بانی کو اپنی دعاؤں میں یاد کرتے ہیں اور بہت سے بوڑھے حضرات، بوڑھی خواتین بلکہ جوان بھی دل کی گہرائیوں سے اس ادارہ سے محبت کرتے ہیں۔ موقعہ ملنے پر نمائندگی اور وکالت بھی کرتے ہیں، نصرت وحمایت سے آگے بڑھ کر دفاع میں بھی پیش پیش رہتے ہیں، اس حال میں کہ ہم ادارہ والوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ خود اطلاع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، کیونکہ ان سب کے مدنظر ان کی قلبی محبت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوتی ہے کوئی دنیوی اجرت یا غرض ومفاد قطعاً ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ اس لئے یقیناً دارالعلوم رحیمیہ میں قرآن پاک اور علوم اسلامیہ کی خدمات کے ہر ہر گوشے

****

میں ان سبھی کے لئے صدقۂ جاریہ میں حصہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

انہی لوگوں میں ایک طبقہ جوانوں کا بھی ہے جو اپنی صلاحیتیں، قابلیتیں ادارے کے لئے ہمیشہ وقف رکھتے ہیں اور ایسے حضرات بھی ہیں جو دنیاوی کاروبار یا ملازمتوں اور دوسری مشغولیات سے فارغ ہوکر باقی اوقات کو اس ادارے کے لئے فی سبیل اللہ قربان کرتے ہیں۔ جبکہ اس دور میں مادیت کا اس قدر غلبہ ہے کہ بات کرنے اور مشورے دینے کی بھی اجرت لی جاتی ہے اور فیس کے عنوان سے خدمت خلق اللہ کے شعبوں میں بھی اچھے اچھے مالدار متمول اور مستغنی لوگ بھی مال وصول کرتے ہیں لیکن یہ صالح نفوس اپنی صلاحیتوں اور محنتوں کو خرچ کرکے آخرت کے لئے ہی محفوظ رکھتے ہیں اور اس دنیا میں شکریہ کے ظاہری معمولی لفظ کے بھی سننے کے انتظار میں نہیں رہتے۔

ایسے ہی ایک بندۂ خدا کا تذکرہ ان سطروں میں کیا جارہا ہے یعنی حاجی میر عبدالرشید صاحب پتوشے جو اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم مذکور یعنی جناب حاجی عبدالرشید میر پتوشے بانڈی پورہ کی مغفرت فرما کر ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

حاجی عبدالرشید میر صاحب پتوشے کی وفات

جمعۃ المبارک کی رات میں تہجد کے وقت جب وہ اپنی عادت کے مطابق بیدار ہوئے، وضو وغیرہ کیا، مگر منشأ خداوندی کہ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوا، اور صبح ساڑھے نو بجے جنازہ ادا ہوکر اپنے آبائی گاؤں پتوشے بانڈی پورہ میں سپرد خاک کئے گئے۔

سرکاری محکمہ تعمیرات پی ڈبلیو ڈی کی ملازمت کی میعاد مکمل ہوکر ریٹائر ہونے

****

کے بعد سے مسلسل دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں شعبہ تعمیر مساجد، مکاتب اور رفاہ عامہ سے منسلک ہوکر متعدد مساجد، مکاتب کی تعمیر ومرمت خصوصاً اونچے پہاڑی علاقوں میں جہاں پیدل راستہ کے علاوہ کوئی دوسرا سواری اور سڑک کا رابطہ نہیں ہوتا تھا، ترجیحی طور پر کام کو اپنی فکر سے انجام دیتے تھے۔ یہاں پر گنجائش نہ ہونے کے باوجود انتہائی اصرار سے ان علاقوں کی مجبوری اور ضرورت کو پیش کرکے ذمہ داران کو کسی بھی صورت میں کام پر آمادہ کرتے تھے۔ ان کے اس فکر کی بنا پر دشوار پہاڑی علاقوں میں اہل خیر حضرات نے مساجد، مکاتب کی تعمیر اور مفلوک الحال بچیوں کے نکاح ور خصتی کے عمل کو آسان بنایا۔

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کے وقت بھی وہ دور دراز اور مستحق علاقوں کی ترجیح میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہ صالح اعمال انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہوں گے۔

کبھی انہوں نے دارالعلوم رحیمیہ سے نہ اجرت لی نہ کرایہ، بلکہ ہمیشہ فی سبیل اللہ کام کیا اور سفر کا کرایہ تک اپنی جیب سے ادا کیا۔ رمضان المبارک خانقاہ میں مستقل گذارتے تھے اور وہاں بھی معتکفین کی دن رات خدمت، اسی طرح مدرسہ کے جلسوں اور اجتماعات میں ہمہ وقت مہمانوں کو راحت پہنچانے میں مشغول رہ کر اپنی نیند بھی قربان کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جمعۃ المبارک میں تہجد کے وقت اپنے دربار میں بلایا، یہ ان کی خوش قسمتی ہے۔ اور وہ جمعہ میں وفات پانے کی اس بشارت کے مستحق ہوں گے جو حدیث پاک میں قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کی وارد ہوئی ہے۔

اللہ پاک ان کو جنت نصیب کریں اور ان کے اہل خانہ اولاد اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

****

ضروری معلومات

از: مفتی اعجاز احمد بٹ رحیمی خادم دارالافتاء والارشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ

دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اور احکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جارہی ہے وہیں پر ایک امید افزاء حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق وذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔لہٰذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ صحیح اور محتاط صورت انہیں معلوم ہو۔اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ النور مناسب سمجھتا ہے کہ ہر ماہ نصاب زکوٰۃ، مقدار اقل مہر، مقدار مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت کردی جایا کرے۔ تاکہ نکاح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب وغیر صاحب نصاب کی تعیین میں سہولت ہوسکے۔ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہو اس کی صراحت بھی کردیں۔ تاکہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جاسکے۔عمل دشوار نہ ہو۔

زکوۃ کا مقدار نصاب

چاندی:۔عہد نبوی ﷺ کے رائج پیمانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۶۱۲٫۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام

قیمت در سرینگر، مورخہ ۷/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 4/جون 2025ء

کل رقم Rs.61246.00 (اکسٹھ ہزار دوسو چھیالیس روپے)

سونا:۔ عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق بیس مثقال

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷٫۴۸۰) ستاسی گرام چارسو اسی ملی گرام)

قیمت در سرینگر، مورخہ ۷/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 4/جون 2025ء

کل رقم Rs:752457.00 (سات لاکھ باون ہزار چارسو ستاون روپے)

****

مقدار مہر فاطمی:۔

(۱,۵۳۰٫۹۰۰) ایک کلو پانچ سوتیس گرام، نو سو ملی گرام چاندی

احتیاطاً (۱,۵۳۱) ایک کلو پانچ سو اکتیس گرام

قیمت در سرینگر مورخہ ۷/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 4/جون 2025ء

کل رقم Rs.153100.00 (ایک لاکھ ترپن ہزار ایک سو روپیہ)

مقدار صدقہ فطر:۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔

قیمت در بانڈی پورہ مورخہ ۷/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 4/جون 2025ء

یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 36 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے 58.788 روپے بنتے ہیں۔احتیاط 59 روپے دیئے جاسکتے ہیں۔

قسم کا کفارہ:۔

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدیا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہوجائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام بنتے ہیں۔

اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سولہ کلو تین سو تیس گرام گرام ہوتی ہے۔

قیمت در بانڈی پورہ، مورخہ ۷/ذی الحجہ ۱۴۴۶ھ مطابق 4/جون 2025ء

گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو 36 روپے ہے۔اس طرح مقدار کفارہ 587.880 روپے بنتی ہے۔احتیاطاً 588 روپے دیے جاسکتے ہیں۔

****